جلد ۱۹ — شمارہ ۱۲

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فتح ۱۳۵۷ ھش

دسمبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

سید عبد الحی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

- فتح ۱۳۵۷ ہش
- محرم الحرام ۱۳۹۹ھ
- دسمبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
سید عبد الحی

قیمت سالانہ دس روپے ——— فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ..... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
..... دار النصر غربی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۹ ماھنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۱۲

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

ایک عظیم پیشگوئی کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں، جب آپ زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھے اپنے الہام میں مخاطب کر کے فرمایا:۔

لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ

ترجمہ۔ خدا کے فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی۔ اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ وہ راہیں جن میں وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کریں گے۔ مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو ان کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۹)

۲۔ جلسہ سالانہ کی اہمیت

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہوں میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی صعوبت اور محنت ضائع نہیں جاتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

۳۔ عزم سفر کیجئے

"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔ اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں۔ تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہو جائے۔" (آسمانی فیصلہ)

۴۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا

"میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر ہیں ... روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سَقَى فَيْهَجَ الْعِرْفَانِ كُلَّ مُصَاحِبٍ　　فَبِنَشْوَةِ الصَّهْبَاءِ سُرُّوْا وَابْشَرُوْا
وَقَدْ رَاحَ وَالْمَخْلُوْقُ فِيْ ظُلُمَاتِهٖ　　وَجَهَلَاتِهٖ مِثْلَ الْاَوَابِدِ يَنْفِرُ
فَاَكْمَلَهُمْ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّمِيْسَمًا　　وَاَيْقَظَهُمْ فَاسْتَيْقَظُوْا وَتَطَهَّرُوْا
رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ضَعَّفَ اللّٰهُ شَانَهٗ　　وَبَدْرٌ مُنِيْرٌ لَا يُضَاهِيْهِ نَيِّرُ
وَكَافَحَ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِنَفْسِهٖ　　وَعَلَّمَهُمْ سُنَنَ الْهُدٰى فَتَبَصَّرُوْا
بِاُمَّتِهٖ اَحْفٰى مِنَ الْاَبِ بِابْنِهٖ　　شَفِيْعٌ كَرِيْمٌ مُشْفِقٌ وَّمُحَذِّرُ
فَمَنْ جَاءَهٗ طَوْعًا وَّصِدْقًا فَقَدْ نَجَا　　وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ اَحْكَامِهٖ فَيُدَمَّرُ

(کرامات الصادقین)

- اس نے ہر مصاحب کو جامِ عرفان پلایا اور پھر اس شرابِ معرفت کے نشے سے وہ مسرور اور خوش ہو گئے۔
- وہ اس وقت آیا جب مخلوق اپنی تاریکیوں اور اپنی جہالتوں میں وحشی جانوروں کی طرح بھٹک رہی تھی
- اس نے آکر انہیں قول و فعل اور اخلاقِ حسنہ میں کامل کیا۔ اور انہیں بیدار کیا، چنانچہ وہ بیدار ہوئے اور پاک بھی۔
- وہ رسول کریم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی شان بہت بڑھائی ہے۔ وہ ایسا بدرِ منیر ہے کہ کوئی نور دینے والا جو اس کی نظیر نہیں بن سکتا۔
- اس نبی نے مسلمانوں کے معاملات کو خود اپنے ہاتھ میں لیا اور انہیں ہدایت کے ایسے طریق سکھلائے کہ وہ صاحبِ بصیرت بن گئے۔
- وہ اپنی امت پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ایک باپ اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔ وہ شفیع ہیں، کریم ہیں، مشفق اور خدا تعالیٰ کا خوف دلانے والے ہیں۔
- جو بھی اس کے پاس رغبت اور صدق و صفا کے ساتھ آیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس کے احکام سے اعراض کیا [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

مدحِ اُو ﷺ خود فخر ہر مدحت گرے

جائے اُو جائیکہ طیرِ قدس را | سوزد از انوارِ آں بال و پرے
آں خداوندش بداد آں شرع و دیں | کاں نگردد تا ابد متغیّرے
تافت اوّل بر دیارِ تازیاں | تازیانش را شود درماں گرے
بعد ازاں آں نورِ دین و شرعِ پاک | شد محیطِ عالمے چوں عنبرے
خلق را بخشید از حق کامِ جاں | وارہانیدہ ز کامِ اژدرے
یک طرف حیراں ازو شاہانِ وقت | یک طرف مبہوت ہر دانشورے
نے بعلمش کس رسید و نے بزور | در شکستہ کبرِ ہر متکبّرے
اُو چہ می دارد بمدحِ کس نیاز | مدحِ اُو خود فخر ہر مدحت گرے

(براھین احمدیہ)

- آنحضرتؐ کا مقام وہ ہے جس کے انوار سے جبرائیل کے پر و بال جلتے ہیں۔
- وہ جس کو اس کے خداوند نے وہ شریعت اور وہ دین عطا کیا جو ابد تک تبدیل نہیں ہوگا۔
- وہ آفتاب پہلے تو عربوں کے ملک پر ضیا پاش ہوا تا ان کی خرابیوں کو دور فرمائے۔
- پھر اس پاک شریعت اور دینِ حق کا نور تمام عالم پر آسمان کی طرح محیط ہوا
- اس نے مخلوق کو خدا تعالےٰ کی طرف سے مقصدِ زندگی بخشا۔ اور ایک اژدہے کے منہ سے اسکو رہائی دلائی
- ایک طرف شاہانِ وقت اس سے حیران ہیں اور دوسری طرف ہر دانشور مبہوت ہے۔
- نہ کوئی اس کے علم تک پہنچ سکا۔ اور نہ کوئی اس کی قوت تک اور اس نے ہر متکبر کے تکبّر کو توڑ کر رکھ دیا۔
- اسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت اسکی مدح کرنا تو خود مدح کرنے والے کے لئے باعثِ فخر ہے۔

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر استاذ الجامعہ

۱۲۔ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولانا موصوف مسیح پاک کی جماعت کے درخشندہ ستارے تھے۔ آپ نے عین عنفوان شباب میں جماعت میں شمولیت اختیار کی اور نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ آپ کو مسیح پاک سے غیر معمولی عقیدت اور محبت تھی۔ آپ ہمہ تن رضا اور تسلیم پر عامل تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۸ء میں بمقام سیالکوٹ ہوئی۔ آپ کشمیری قوم بٹ سے تعلق رکھتے تھے۔ والد ماجد کا نام محمد سلطان تھا۔ آپ کا اسم گرامی ابتداء میں کریم بخش تھا۔ مگر بعد میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبد الکریم سے تبدیل کر دیا۔ آپ تخلص صافی رکھتے تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے امریکن مشن سیالکوٹ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مڈل میں حساب کے مضمون میں کمزور ہونے کی وجہ سے فیل ہو گئے اور سکول کو چھوڑ دیا۔ اس وقت مروجہ تعلیم کے رجحان کے مطابق عربی اور فارسی کی پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کی۔ اور ان مضامین میں اعلےٰ تعلیم کے حصول کے لئے گوجرانوالہ کا سفر اختیار کیا۔ اور اس وقت کے مشہور عالم مولوی محبوب عالم صاحب استفادہ کیا۔ گوجرانوالہ سے حصول تعلیم کے بعد آپ امریکن مشن سکول میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ یہاں آپ عیسائیت کے متعلق طلباء سے تبادلۂ خیالات کرتے تھے۔ اس لئے آپ کی اس خوبی کی وجہ سے آپ کو مشن سکول سے فارغ کر دیا گیا۔ مگر آپ کو بڑے اچھے ریمارکس سے الوداع کیا گیا۔ بعد ازاں آپ ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول میں ملازم ہو گئے۔ اور آپ کو ۱۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ سیالکوٹ سے آپ کی تبدیلی ڈسکہ ہو گئی۔ اس پر آپ نے استعفیٰ دے دیا کہ کون ۱۵ روپے کی خاطر ایک مقام سے دوسرے مقام پر تبدیل ہوتا رہے۔

۱۸۸۰ء میں آپ نے مختلف شہروں میں فضائل اسلام پر لیکچر دینے شروع کر دیئے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان موازنہ کر کے اسلام کی تائید میں مدلل انداز میں تقاریر کرتے۔ آپ کی آواز میں غیر معمولی جاذبیت تھی۔ پُر شوکت اسلوب خطاب سے آپ نوازے گئے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت میں جذب اور آواز میں سحر تھا۔ سریلی آواز اور ترتیل و تجوید کے قواعد کے مطابق تلفظ ادا کرتے اس لئے آپ کے لیکچر سے عوام و خواص بہت متاثر

ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان اور قلم میں غیر معمولی برکت رکھی تھی۔ آپ کی خداداد ذہانت اور ذکاوت کا ہر شخص معترف تھا۔ آپ مصنف مترجم۔ مناظر اور لیکچرار تھے۔ آواز بلند اور موثر اور زبان فصاحت و بلاغت کے جواہر بکھیرتی تھی۔ آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے آپ نے لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھ کر سنایا تھا۔ لیکچر سیالکوٹ بھی آپ ہی نے سامعین کے سامنے پڑھا۔ آپ امام الصلوٰۃ بھی تھے اور کئی خطبات جمعہ حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں دیئے۔ آپ کا مطالعہ کتب بہت وسیع تھا۔ عربی۔ فارسی کے ماہر استاد تھے۔ آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سیرت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۲۔ اثبات خلافت شیخین ۳۔ الفرقان۔
۴۔ دعوت الندوہ ۵۔ گناہ کبیرہ۔ ۶۔ قول فصیح

آپ قرآن کریم کے معارف و نکات کے بیان کرنے میں اعلیٰ کمال رکھتے تھے۔ آپ قرآن کریم ایسی سریلی اور عمدہ آواز سے پڑھتے کہ راہ چلتے ہوئے اشخاص کھڑے ہو جاتے۔ ۱۸۸۱ء یا ۱۸۸۲ء میں حضرت مولوی صاحب کا تعلق اور رابطہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بتوسط حضرت مولوی نور الدین صاحب ہوا تھا۔

۱۸۸۸ء میں جب بیعت کا اشتہار شائع ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضور سے ایسا تعلق قائم ہوا جو عشق و محبت اور وفا کے اعلیٰ مراحل پر منتج ہوا۔ لدھیانہ میں بیعت اولیٰ کے موقعہ پر حضرت مولوی صاحب لدھیانہ میں موجود تھے۔ مگر آپ نے اس روز بیعت نہیں کی بلکہ کئی ماہ بعد کی ہے۔ حضرت مولوی صاحب کا نام مبایعین کی فہرست میں نمبر ۳۴ پر ہے۔ مولوی صاحب نے سیالکوٹ سے قادیان ہجرت ۱۸۹۰ء میں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور کشوف میں آپ کا ذکر بار بار آیا ہے چنانچہ آپ کی وفات کے متعلق الہاماً فرمایا گیا

کفن میں لپیٹا گیا ۴۷ برس کی عمر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ کی وفات ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ آپ کی جب وفات ہوئی تو حضور کے ارشاد سے ۱۲ اکتوبر کو ایک صندوق میں آپ امانتاً دفن کئے گئے بعد ازاں ۲۷ دسمبر جلسہ سالانہ کی تقریب میں بیرونجات سے آنے والے صحابہ کی موجودگی میں جنازہ پڑھا گیا۔ اور آپ بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے آپ پہلے خوش قسمت تھے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

حضرت مولوی صاحب کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جبی فی اللہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مولوی صاحب اس عاجز کے ایک رنگ کے

دوست ہیں اور مجھ سے ایک سچی اور تازہ محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے اوقاتِ عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائیدِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے اخلاص اور نورانیت کی برکت ان کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں۔ مگر میرے خیال میں ہے کہ شاذ بعض سے نہیں۔ لیکن اخویم حکیم نور الدین صاحب کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر ان کے دل پر ڈالا ہے۔ اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ اور درحقیقت میں بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشا کے مخالف نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں کہ گویا کامل ہادی ہمارا وہی ہے۔ میں اس حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں۔ جس کو میں دیکھتا ہوں کہ میرے مولا اور ہادی نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اس کو قبول کر لیا ہے۔ اور سنت اللہ کے نام سے اس کو یاد کیا ہے۔ میں اپنے خداوند کو کامل طور پر قادرِ مطلق سمجھتا ہوں اور اس بات پر ایمان لا چکا ہوں کہ وہ جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے اور اسی ایمان کی برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے اور محبت ترقی میں۔ مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے اور فلسفیوں کے بودے ایمان سے متنفر ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے۔ اور اپنی بعض معلومات میں نظرِ ثانی فرمائیں گے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۸-۳۱۹)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا۔

"مولوی صاحب کا تعلق سلسلہ سے اس قسم کا ہے کہ جماعت اسے بھلا نہیں سکتی مسجد مبارک کے پرانے حصہ کی اینٹیں اب بھی ان کی زوردار تقریروں سے گونج رہی ہیں۔ حضرت خلیفۂ اولؓ کا عشق اور رنگ کا تھا۔ اور مولوی صاحب کا عشق اور رنگ کا۔ لیکن جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا تعلق ہے مولوی صاحب جماعت میں بشمولیت حضرت خلیفہ اولؓ اول ترین شخص ہیں۔ جنہوں نے اس کی وضاحت کی اور زوردار الفاظ میں بیان کرتے رہے۔ گو پیغامیوں سے جو بحثیں ہوئی ہیں وہ بعد کی پیدا شدہ ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی نورِ فراست نے اس فتنہ کو

پہلے بھانپ لیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو اچھی طرح سے واضح کیا۔ مولوی صاحب ایک برہنہ تلوار تھے...... حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ نے قربانیاں بھی کیں۔ لیکن آپ نے کامیابیوں کا زمانہ بھی دیکھا۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے صرف قربانیاں ہی کیں اور شہید ہو گئے لیکن کامیابیوں کا زمانہ دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔" (خطبہ نکاح ملک بشیر احمد [illegible] ۱۲)

آپ کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی مدح و توصیف میں فرمایا۔

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبدالکریم
آں کہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
حامیٔ دیں آں کہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم
گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے بایں صفا دُرِّ یتیم
دل بدرد آید ز ہجرِ ایں چنیں یک رنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم

سچّی توبہ کے فوائد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامتِ اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا دُور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ، ص ۱۵۵)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے

صدر مجلس انصار اللہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

کے اعزاز میں

الوداعی تقریب

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نو سال کا طویل عرصہ مجلس انصار اللہ کے صدر رہنے کے بعد اس سال کے آخر میں صدارتی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ کی طرف سے مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۷۹ء بعد نماز عصر آپ کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ حضور کے علاوہ مجلس عاملہ مرکزیہ کے عہدہ داران سلسلہ کے بزرگ اصحاب کے علاوہ زعماء مجالس انصار اللہ ربوہ اور جھنگ، سرگودھا، فیصل آباد، شیخوپورہ اور لاہور کی مجالس انصار اللہ کے بعض عہدہ داران نے بھی اس تقریب میں شرکت کی۔

تقریب کا آغاز حضور ایدہ اللہ کے تشریف لانے کے بعد تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید انصار اللہ مرکزیہ نے کی۔ بعد ازاں آپ نے اپنی ایک دعائیہ نظم جو آپ نے خاص اس موقعہ کے لئے کہی تھی خوش الحانی سے پڑھی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم شیخ مبارک احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مجلس عاملہ مرکزیہ کی طرف سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ہاتھوں سے مجلس انصار اللہ کے قیام اور حضور رضی اللہ عنہ کی ہدایت اور راہنمائی میں اس کی روز افزوں ترقی اور استحکام نیز حضرت مصلح موعودؓ ہی کی ذاتی نگرانی و زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت کے دور میں اس کے کاموں میں پیدا ہونے والی وسعت اور اس کے اغراض و مقاصد کی بہر نوع تکمیل کا ذکر کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی و زیر ہدایت محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے دور صدارت میں ہونے والے اہم کاموں اور مسلسل ترقی کے آئینہ دار اقدامات کا ذکر کرنے کے بعد آپ کو بہت پُرخلوص طور پر الوداع کہا گیا۔

اس ایڈریس کے جواب میں محترم صاحبزادہ صاحب

موصوف نے مختصر تقریر فرمائی جس میں آپ نے احباب سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے مختصر لیکن بہت ہی ایمان افروز خطاب فرمایا۔ حضور نے واضح فرمایا۔ کہ جو دینی اداروں کی بنیاد اللہ تعالیٰ ایک بیج کی شکل میں اپنے کسی خاص بندے کے ہاتھوں سے رکھواتا ہے۔ اس بیج کی نشوونما اور اس کے ایک درخت کی شکل میں پھلنے پھولنے میں اللہ تعالیٰ کے اس خاص بندے کی مقبول دعاؤں کا بہت اثر ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تنظیمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں بیج کی شکل میں قائم فرمائی تھیں۔ ان کے نشوونما پانے اور پھلنے پھولنے میں آپ کی دعاؤں اور ہدایت و راہنمائی اور نگرانی کا بہت دخل ہے۔ آپ کی ہدایت و راہنمائی میں یکے بعد دیگرے ان تنظیموں کے متعدد عہدہ داران کو خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔ اور یہ تنظیمیں بفضلہ تعالیٰ ترقی کی منازل طے کرتی چلی آرہی ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ اس کے جملہ ادارے اور ذیلی تنظیموں کے لئے ترقی کرنا اور کرتے چلے جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر کر دیا گیا ہے چنانچہ یہ سب ادارے اور تنظیمیں جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی چلی جا رہی ہیں اور کرتی چلی جائیں گی۔

ہمیں دعا کرتی چاہیئے کہ ان تنظیموں میں سے ہر ایک کو اس طرح اور اس رنگ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملتی چلی جائے۔ کہ ان کی موجودہ ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی جائے۔ اور اس طرح ہمارا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اور اس میں ہماری کسی سستی یا غفلت کی وجہ سے کبھی ٹھہراؤ کی کیفیت رونما نہ ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ایمان افروز خطاب کے بعد جملہ حاضرین نے حضور کی معیت میں چائے نوش کی۔ جس کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح یہ تقریب اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”یہ جلسہ ایسا تو نہیں کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ اس کا التزام لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیت اور حسنِ ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔“

(شہادت القرآن اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ

کی خدمت میں

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے سپاسنامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واحباب کرام!
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آج یہ خصوصی تقریب مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو ان کے دورِ صدارت کے اختتام کے موقعہ پر اپنے جذبات احترام و تشکر کے اظہار اور دعا کی خاطر منعقد کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کو محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی رفاقت کا کم و بیش تیرہ برس تک شرف حاصل رہا۔ اس طویل عرصہ میں تمام قائدین، ناظمین اعلیٰ اور ناظمین اضلاع نیز تمام کارکنان مجلس نے صدر محترم کی راہ نمائی اور قیادت میں کام کرنے کو اپنے لئے باعث عزت و شرف سمجھا۔ اور اس میں دلی مسرت محسوس کی۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ صدر محترم نے ایک عالی ظرف اور وسیع الحوصلہ قائد کی حیثیت سے ہمیشہ شفقت و پیار کے ساتھ اپنے معاونین کی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح حسن سلوک اور کمال ہمدردی کے باعث ان کے دلوں میں عزت و احترام کا ایک خاص مقام پیدا کر لیا۔

مجلس انصار اللہ کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اسے تواتر کے ساتھ عظیم قائدین کی راہ نمائی حاصل ہوتی رہی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی بنیاد رکھی۔ اور اس وقت جبکہ یہ تنظیم اپنے ابتدائی دور میں تھی حضور کی ذاتی توجہ اور راہ نمائی نے اسے پروان چڑھایا۔ پھر تقسیم ملک کے کچھ عرصہ بعد آپ نے اس کی قیادت نافلۂ موعود حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے سپرد فرمائی۔ جو آج ہمارے محبوب امام اور خلیفۃ المسیح الثالث ہیں۔ اور آج ہماری خوش قسمتی

ہے کہ حضور ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ حضور نے تمام صدارت سنبھالتے ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایات اور منشاء کو عملی جامہ پہناتے ہوئے مجلس میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔ اور اسے پہلے سے بڑھ کر فعّال اور باوقار ادارہ بنا دیا۔ اور اس میں نیکی تقوےٰ اور انابت الی اللہ کا ایسا رنگ بھر دیا کہ اس کے سالانہ اجتماعات کے موقعہ پر لوگ خود بخود کھنچے چلے آنے لگے۔

۱۹۶۵ء میں جب مشیتِ ایزدی نے خلافت کا بارِ گراں حضور کے عظیم کاندھوں پر ڈال دیا تو مجلس کی قیادت کے لئے حضور کی نظرِ انتخاب ابنائے فارس میں سے ایک اور قابل جوہر یعنی محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب پر پڑی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف ایک سال حضور کی ہدایات کے مطابق نائب صدر کی حیثیت سے مجلس کے کاموں کی نگرانی کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد متواتر تین مرتبہ صدر منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ کی نگرانی اور صدارت کا عرصہ ۱۲ سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے

آپ نے نائب صدر اور پھر صدر ہونے کی حیثیت سے جو خدمات جلیلہ سرانجام دی ہیں، ان میں ایک نمایاں بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت امیر المومنین کی جاری فرمودہ تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ تحریک کے کاموں میں معاونت کے لئے مرکز میں قیادت تحریکِ جدید کا قیام عمل میں آیا۔ اور تمام مجالس میں اس غرض کے لئے چندہ دہندگان منتخب کئے گئے۔ اس طرح وقفِ جدید کے کام میں تعاون کے لئے بھی قیادت وقفِ جدید سرگرمِ عمل رہی۔ اور ایک نمایاں کام جو آپ کے دور میں ہوا۔ وہ مجالس بیرون کا کام ہے۔

اس وقت خدا تعالےٰ کے فضل سے یورپ، امریکہ اور افریقہ کے متعدد ممالک میں کئی مقامات پر باقاعدہ مجالس انصار اللہ قائم ہو چکی ہیں۔ اور بعض ان میں سے بڑی فعال ہیں اور اپنے اجتماعات بھی منعقد کرنے لگی ہیں۔ آپ کے دورِ صدارت میں مجلس کے مختلف شعبوں میں جو ترقی ہوئی۔ اس کی چند جھلکیاں اظہارِ تشکر کے طور پر اس وقت پیش ہیں۔

آپ کے دورِ صدارت میں مجلس انصار اللہ کا سالانہ بجٹ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تین لاکھ چوبیس ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے، اس دوران مجلس کی مساعی میں وسعت پیدا کرنے اور ہنگامی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے انصار کو تعاون کی ایک خاص تحریک فرمائی۔ خدا نے اس تحریک میں ایسی برکت ڈالی۔ کہ اس کے نتیجہ میں مجلس کا ایک مضبوط ریزرو فنڈ قائم ہو گیا۔ اور اس سے کئی ہنگامی ضرورتیں بحسن و خوبی پوری ہوتی چلی گئیں۔ اس تحریک کے شیریں ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بیرونی وفود کی سہولت کے پیشِ نظر یہ تحریک فرمائی۔ کہ تمام ذیلی تنظیمیں اپنا اپنا گیسٹ ہاؤس

تعمیر کریں تو اس ارشاد کی تعمیل کی سعادت سب سے پہلے مجلس انصار اللہ کو ہی ملی۔

اب خدا کے فضل سے انصار اللہ کی تنظیم کم و بیش تمام اضلاع میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہے سالِ رواں میں تاحال ۹۱ مختلف مقامات پر تربیتی اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ اشاعت لٹریچر کا کام بھی ہو رہا ہے۔ اس سال ۳۲ ہزار کی تعداد میں ٹریکٹ شائع کئے گئے۔ ماہنامہ انصار اللہ کی اشاعت ۱۱،۱۲ سو سے بڑھ کر دو ہزار ہو چکی ہے۔ اور سال بہ سال اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کسی تنظیم کی کارکردگی کا اندازہ اس کے سالانہ اجتماعات سے بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس کے سالانہ اجتماعات سال بہ سال زیادہ پُر رونق اور وسیع تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور محسوس ہو رہا ہے کہ موجودہ جگہ آئندہ ناکافی ہوگی۔ امسال یعنی ۱۹۷۸ء کے سالانہ اجتماع میں ۶۳۸ مجالس سے ۵،۶۷۳ نمائندگان نے شرکت کی۔

غرض الحمد للہ کہ ہر پہلو سے تنظیم انصار اللہ ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے۔ اس کی یہ ترقی اس امر کی آئینہ دار ہے۔ کہ اس کی قیادت کا کام جن ہاتھوں میں رہا ہے۔ وہ اوصافِ حمیدہ سے متصف اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

صدر محترم کی دیگر خدمات کا ذکر موجب طوالت ہوگا۔ اس لئے ان سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ نے اپنے زمانۂ صدارت کے دوران جو خطوط پر مجلس انصار اللہ کا کام استوار فرمایا تھا۔ ان کو نہ صرف قائم رکھا گیا بلکہ وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ اس میں ترقی اور اضافہ کی کوشش ہوتی رہی حضور کے زمانہ خلافت میں انصار اللہ سے متعلق جو احکامات جاری ہوئے محترم میاں صاحب بنظرِ غائر ان کا جائزہ لیتے رہے۔ اور ان پر کما حقہ عمل درآمد کے لئے کوشاں رہے۔

آخر میں ہم اپنے محبوب صدر کو صمیم قلب کے ساتھ الوداع کہتے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب موصوف کو صحت و عافیت کے ساتھ بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر آن اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

والسّلام

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ

۲۶ نومبر ۱۹۷۸ء

"صبر اور استقامت کے ساتھ تمام راستی کی راہوں کو پورا کرنا اور پاک اور بے لوث زندگی اختیار کرنا یہی اسلام کی جڑ اور حقیقت ہے۔" (دستِ بچن)

صدائے دل

(یہ نظم حضرت صاحبزادہ صاحب کی الوداعی تقریب میں جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی رونق افروز تھے حضور کی اجازت سے خاکسار نے پڑھ کر سنائی۔ شبیر احمد

یہ بھی اللہ کا احساں ہے کہ انصار ہیں ہم
عظمتِ دیں کے بہر گام طلب گار ہیں ہم

للہ الحمد کہ اس دور میں مہدی آئے
جن کی برکت ہے کہ خدامِ وفادار ہیں ہم

وجہِ تنویرِ دل و جاں ہے خلافت کا چراغ
اس کے صدقے ہی جہاں بھر میں ضیا بار ہیں ہم

آج محفل میں ہے اک اہلِ نظر کا چرچا
جن کی مقبول قیادت کے نگہدار ہیں ہم

صاحبِ ذوق و نظر مرزا مبارک احمد
شاہدِ اوصافِ حمیدہ کے یہ انصار ہیں ہم

ایک شمع کی طرح ہم میں فروزاں وہ رہے
آج محرومی کے احساس سے دوچار ہیں ہم

ہر نفس آج دعاؤں میں ڈھلا جاتا ہے
رحمتِ باریٔ تعالیٰ کے طلب گار ہیں ہم

باپ دادا کی دعاؤں کی وراثت پائیں
جن کے فیضان کے دنیا میں علمدار ہیں ہم

آپ بھی اپنی دعاؤں میں ہمیں رکھئے یاد
آپ کی بندہ نوازی کے سزاوار ہیں ہم

آج وحدت کا ذریعہ ہے خلافت شبیرؔ
اور خمخانۂ توحید کے میخوار ہیں ہم

چند فروگزاشتیں اور ان کی تصحیح

بزرگوار محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد نے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں ماہنامہ الفرقان شمارہ ماہ نومبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہونے والی چند غلطیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ادارہ محترم شیخ صاحب کا شکر گزار ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں توجہ بھی دلائی اور ان غلطیوں کی تصحیح بھی فرمائی۔

۱۔ صفحہ ۶ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی کلام میں ایک مصرعہ یوں طبع ہوا ہے۔ ؎

مہرِ او با شیرِ مادر شد اندر بدن

اصل مصرعہ یوں ہے ؎

مہرِ او با شیر شد اندر بدن

مادر کا لفظ بڑھانے سے مصرعہ بے وزن ہو گیا ہے۔

۲۔ (ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے حضرت منشی فیاض علی صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات میں صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔

"پہلا مجسٹریٹ شہر کے معاندین کے زیر اثر تھا۔"

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر اس کی تصحیح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ غلط ہے۔ مجسٹریٹ نہیں بلکہ جج، اور پہلا نہیں بلکہ ہائی کورٹ کا جج۔ پہلے اور دوسرے جج نے کسی مخالفت کے بغیر فیصلہ ہمارے حق میں دیا تھا۔ ہائی کورٹ میں جا کر وہ بات پیدا ہوئی۔ اور ہائی کورٹ کا جج فیصلہ کرنے سے پیشتر اپنی رائے کا اظہار کرنے کے بعد فوت ہو گیا تھا۔"

یہ واقعہ روایاتِ ظفر یعنی اصحاب احمد جلد چہارم میں صحیح طور پر درج ہے۔

(ب) نیز اسی صفحہ پر لکھا گیا ہے۔

"اس کے بعد اس مقدمہ کی بقیہ سماعت ایک دوسرے مجسٹریٹ نے کی۔ اور اس نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔ "کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب مسلمان نہیں۔"

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر تحریر فرماتے ہیں۔

"کون کہتا ہے کے لفظ نہیں تھے البتہ احمدیوں کو مسلمان لکھا گیا تھا۔

قارئین ماہنامہ سے درخواست ہے کہ وہ ماہ نومبر کے رسالہ میں مذکورہ تصحیح فرمالیں۔ ادارہ اپنی فروگزاشتوں پر معذرت خواہ ہے۔

سید عبدالحی

مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسولؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ عشقِ الٰہی۔ عشقِ رسولؐ اور عشقِ قرآن۔ حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں۔ یہ سہ آتشہ عشق آپ میں اس حد تک پہنچا۔ کہ اس نے آپ کو امتِ محمدیہ میں ایک منفرد مقام عطا فرمایا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل ظلیت کا مقام ہے۔ یہ درست ہے کہ اولیت عشقِ الٰہی کو حاصل ہے۔ اور آپ جب اس کو بیان کرتے ہیں تو محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ لیکن عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سے الگ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے اطاعت کا حکم فرماتے ہوئے جو درحقیقت عشق کا موجب بھی بنتی ہے اور اس کا نتیجہ بھی ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ
اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء ۸۱)

یعنی جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ
رَّبِّكَ (انعام ۱۰۷)

یعنی تو کلام الٰہی (قرآن کریم) کی پیروی کر۔

اور فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ
مِنْ رَّبِّيْ (اعراف ۲۰۴)

یعنی تو کہہ کہ تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھے وحی کیا جاتا ہے۔ (یعنی قرآن کریم کی)

پس ایک طرف اللہ تعالےٰ نے ہمیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا۔ اور دوسری طرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے احکام (یعنی قرآن کریم) کی اتباع کا حکم فرمایا۔ اور چونکہ حضور اس اتباع سے قرآن کریم کی عملی تصویر بن گئے تھے اس لئے یہ بھی فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ
كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ
الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔

(احزاب ۲۲)

یعنی تمہارے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کی ذات مبارک ہی نیک اور پاکیزہ نمونہ
ہے ۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور
اخروی دن کے ملنے کی امید رکھتا
ہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔
اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم فرمایا۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ
فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوْا (حشر ۸)

یعنی رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچھ
تم کو دے لے لو۔ اور جس سے منع کرے
اس سے رک جاؤ۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا جو حکم دیا ہے۔
اس سے مراد قرآن کریم کے احکام کی اتباع اور
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی
اتباع اور احادیث میں حضور کی طرف سے جو ارشادات
واقعی ثابت ہوتے ہوں (جو اسی صورت میں درست
ہو سکتے ہیں جو قرآن کریم کے منافی نہ ہوں) ان کی
اتباع ہے ۔ قرآن کریم کے کم و بیش سات سو احکام ہیں
اور اس اتباع کا یہ تقاضا ہے ۔ کہ کوئی چھوٹے سے
چھوٹا حکم بھی ایسا نہ رہ جائے ۔ جس کے مطابق عمل نہ
کیا جائے ۔ ساتھ ہی حضور کے اسوہ کو اور احادیث
میں حضور کے ارشادات کو مدنظر رکھا جائے ۔ سو یہ
اطاعت کوئی معمولی چیز نہیں ۔ لیکن اس حد تک اطاعت
کے بغیر آپ کی محبت نصیب نہیں ۔ جھوٹا ہے وہ شخص
جو آپ کی محبت اور عشق کا دعوےٰ کرتا ہے ۔ لیکن
قرآن کریم کے احکام کی کما حقہ پابندی نہیں کرتا۔
اور شریعت کا جوا اپنی گردن پر نہیں اٹھاتا اور
زبانی جمع خرچ تک محدود رہتا ہے ۔ وہ باتیں اس
کے دل تک نہیں پہنچتیں ۔ اور اس کی کایا کو
نہیں پلٹتیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معاملہ جب ہم دیکھتے
ہیں تو واقعی فنافی الرسول کا معاملہ نظر آتا ہے ۔ آپ
کے اشعار اور آپ کی نثر میں بھی وہ جذبات محبت و
عشق موجزن ہیں جو بے مثال ہیں اور آپ کی زندگی
بھی اسی کی آئینہ دار ہے ۔ اطاعت قرآن اسوہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باریک سے باریک پہلو
بھی آپ نے نظر انداز نہ کیا ۔ اور آپ نبی اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کے سایہ کے طور پر ہو گئے ۔ جو اپنے اصل
سے سر مو ادھر ادھر نہیں ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی تعریف بیان کرنے میں آپ کا رنگ سب
سے جداگانہ ہے ۔ آپ کے چند ایک فارسی اشعار
یہاں بھی دے دیتا ہوں ۔ آپ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہر تار و پود من بسراید بعشق او
از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم

جانم فدا شود براہ دین مصطفیٰ
ایں است کام دل اگر آید میسرم

ترجمہ ۔ خدا تعالیٰ کے بعد میں محمد صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے عشق سے مخمور رہوں۔ اگر یہی کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

میرا ہر رگ و ریشہ اس کے عشق سے رنگ گیا ہے۔ میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب (کے دین کی خدمت) کے غم سے بھرا ہوا ہوں۔

میری جان دینِ مصطفیٰ کے لئے قربان ہو۔ یہی میرے دل کی تمنا ہے اگر خدا میسر فرمائے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نقشِ ہستی تیری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے یہ دل میں تیرا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

ایک جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضِ بے پایاں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدؐ یست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

ترجمہ: یہ چشمۂ علم و معرفت جو میں خلقِ خدا کو دے رہا ہوں، یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بحرِ کمال کا صرف ایک قطرہ ہے۔

میری یہ (محبت اور خدمتِ دین کی) آگ عشقِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آگ سے ہے اور میرا یہ (زندگی بخش) پانی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مصفا پانی سے ہے۔

یہ تو صرف چند ایک اشعار ہیں جو یہاں دیئے گئے ہیں، ورنہ آپ نے بہت لمبے لمبے قصیدے تینوں

زبانوں عربی، فارسی اور اردو میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہے ہیں۔ جو اپنی ذات میں بے نظیر ہیں۔ کسی اور جگہ سے ایسا پُر محبت اور پُر حقیقت کلام نہیں لایا جا سکتا۔ اب تو غیر از جماعت علماء نے بھی اپنی کتابوں میں یہ قصائد دینے شروع کر دیئے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لئے بغیر۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ صرف یہی قصائد کتابوں کی زینت ہوا کریں گے۔ اور ان کے مقابلہ میں باقی سب مات پڑ جائیں گے۔

آپ کے عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی کامل اطاعت و اتباع کا جو نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا وہ بھی اس عشق اور اطاعت کی طرح بے نظیر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تجدید و خدمت اسلام کے مقصد کو جو آپ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے لئے قرار دیا تھا پورا کیا اور اس کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب آپ کو دیں۔ وہ قوت قدسی جو مردہ روحوں کو زندہ کر دے۔ وہ حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ جو باقی سب ادیان کے مقابلہ میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور برتری ثابت کرنے کے لئے ضروری تھے۔ وہ آسمانی نشان۔ وحی الٰہی اور پیشگوئیوں اور نصرت الٰہی اور قہر الٰہی کے جو زندہ مذہب کی جان ہیں۔ وہ قبولیت دعا جس کے بغیر انسان اور خدا کا پورا رابطہ قائم نہیں ہوتا۔ وہ برکات جو ہر آن روح کی پرورش کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ وہ قرآنی حقائق و معارف جو پیاسی روحوں کو سیراب کرتے ہیں۔ معرفت الٰہی کے وہ موتی اور جواہرات جو انسانوں کو مالا مال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اور بہت کچھ اور اس خدائے عظیم کی طرف سے آپ کو عشق و متابعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل دیا گیا۔ تا وہ آپ کے بے نظیر عشق اور اطاعت کے گواہ ٹھہریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خداوند کریم نے اس رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے۔ اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے۔ اور بہت سے حقائق و معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے۔ اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات، اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بہ یمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صئ ۵ حاشیہ طبع اول)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور جو شخص اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے۔ نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے۔ اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں ظاہر کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اس کی زبان پر حکمت جاری ہو جاتی ہے۔ اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں۔ اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے۔ اور اس سے نہایت درجہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشافات اسرار غیب میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب ہوتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱-۲۲۲)

یہ ہیں عشق و اتباع رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے نتائج۔ ان کا شمار کرنا آسان نہیں۔ اس امت میں یہ برکات کامل طور پر کسی اور کو نہ دی گئیں۔ بلکہ ان کا عشر عشیر بھی نہ دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات باقی سب سے منفرد اور بالا ہے اپنی برکات کی وجہ سے آپ نے دجالی طاقتوں کا مقابلہ کرکے اسلام کی حفاظت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور پیارے وجود کو ہر قسم کے اعتراضات سے پاک وصاف کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تاکہ دنیا آپ کی روشنی سے منور ہو۔ اس عشق اور رفاقت الرسول (صلے اللہ علیہ وسلم) ہونے کی وجہ سے آپ نے غلبہ اسلام کے سارے سامان فراہم کر دیئے۔ اور اب وہ دن زیادہ دور نہیں کہ دنیا اسلام کی ضیا سے روشن ہوگی اور باطل مذاہب سے نجات حاصل کرے گی۔

حضورؑ نے سارے عالم اسلام کے علماء اور گدی نشینوں اور پیروں اور مشائخ کو اپنے اشتہارات اور کتابوں کے ذریعہ للکار للکار کر ان برکات میں مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور انہیں ہر قسم کی غیرت دلائی۔ لیکن کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ جس نے آنے کی کوشش کی وہ ناکام ہوا۔ نہ غیب کے متعلق پیشگوئیوں میں کوئی

مقابلہ کر سکا۔ نہ قبولیت دعا کے نمونوں میں۔ نہ حقائق و معارف قرآنی کے بیان کرنے میں۔ نہ کرامات اور خوارق میں۔ نہ تائید و نصرتِ الٰہی میں اور نہ ہی دلائل و براہین میں۔ یہ قطعی ثبوت آپ کے عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس پھر بھی مخالفت کرنے والوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ اور وہ نور نظر نہیں آتا کہ عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خدمت اسلام کی کن کن رفعتوں تک پہنچایا۔ اور اس کا کسی قدر اعتراف غیروں نے بھی آپ کی وفات پر کیا۔ ان میں سے دو چار نمونے یہ ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے لکھا:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔۔۔۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھلا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و قیمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام مخالفین کی یورش میں گھر چکا تھا اور مسلمان

"..... اپنے قصوروں کی پاداش میں سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کرسکتے تھے .... اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئیے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحقِ کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا..... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے.... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کردے۔"

"تہذیب نسواں" لاہور میں سید ممتاز علی صاحب نے لکھا:-

"مرزا صاحب نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے۔ لیکن ان کی ہدایت و راہ نمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۱۰ ۱۹۰۸ء)

منشی سراج الدین صاحب (والد ماجد مولانا ظفر علی خان صاحب) ایڈیٹر اخبار "زمیندار" نے لکھا:-

"آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے .... گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل یا معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی۔ مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔"

(بحوالہ بدر قادیان ۲۵ جون ۱۹۰۸ء)

"کرزن گزٹ" دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے لکھا:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد

ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔۔۔۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندئ ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔۔۔۔۔ اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔۔۔۔"

(بحوالہ سلسلہ احمدیہ ص۱۸۹)

"برھم پرچارک" نے لکھا۔

"ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق اور شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان تھے۔" (تشحیذ الاذہان ۱۹۰۸ء ص۳۴۲)

اسی طرح اور بہت سوں نے لکھا۔ لیکن اس مقالہ کے لحاظ سے اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

آپ کی یہ ساری خدمت اسلام جس کا غیروں سے بھی بکثرت اعتراف ہوا۔ درحقیقت آپ کی اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بے پناہ عشق و محبت کا نتیجہ تھی۔ جو آپ کے سینہ مبارک میں موجزن تھا۔ وہ عشق نہ آپ کو دن کو چین لینے دیتا تھا۔ اور نہ رات کو۔ یہاں تک کہ اس نے وہ کام کیا جو تیرہ سو سال میں اور کسی نے نہ کیا تھا۔ اور ایسی قوتوں کے مقابلہ میں اسلام کی مدافعت کی کہ جن کے مقابلہ کی اور کسی میں سکت نہ تھی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کو روشن کیا۔ اے کاش ہمارے بھائی اس حقیقت کو دیکھتے۔ اور اس کی قدر کرتے اور اسلام کی تائید و نصرت کے لئے حضرت مسیح کے جھنڈے تلے جمع ہو کر خدا تعالےٰ کی رضا کے طالب ہوتے۔

واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

حقیقی پاکیزگی کیلئے تین امور

"۱۔ ایک تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

۲۔ اور دوسری دعا کہ ہر وقت جنابِ الٰہی میں نالاں رہے تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے۔ اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کر دے۔

۳۔ تیسرا طریق صحبت کاملین و صالحین ہے کیونکہ ایک چراغ کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد

اطاعتِ نظام کا اسلامی تصوّر

قرآن عظیم میں مذہب، اخلاق اور روحانیت کے ہر بنیادی نقطہ پر اتنی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ گویا سارا قرآن اسی نکتہ سے بھرا ہوا ہے۔ بالکل یہی معاملہ ہمیں اطاعتِ نظام کے بارہ میں نظر آتا ہے۔

اس پاک کتاب کے مطالعہ سے یہ آسمانی صداقت قطعی طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ نظام کی اطاعت کا مسئلہ اتنا ہی پرانا ہے۔ جتنی کہ مذہب کی تاریخ پرانی ہے۔ اور اسی درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ جس قدر اہمیت انبیاء علیہم السلام پر ایمان کو حاصل ہے۔

اس دائمی سچائی کا بھاری ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم نے اوّل سے آخر تک حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے واقعہ کو متعدد پیرایوں میں بڑی کثرت کے ساتھ اور تعدّد کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد الفِ آخر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نظریہ پیش فرمایا ہے کہ

"وہ تمام قصے جو اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک بیان فرمائے ہیں تمام غیب کی خبریں ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۶ حاشیہ)

اس سلسلہ میں توریت و انجیل کے قصوں اور قرآن مجید میں بیان شدہ واقعات میں جو نمایاں فرق ہے۔ اس کو حضور علیہ السلام نے ایک نہایت لطیف مثال کے ساتھ واضح کیا ہے۔ حضورؑ اپنے رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جس طرح پستان میں آکر خون دودھ بن جاتا ہے۔ اسی طرح توراۃ اور انجیل کے احکام قرآن شریف میں آکر حکمت بن گئے ہیں .... غرض شریعت قصوں کے طور پر توراۃ سے آئی۔ اور مثالوں کی طرح انجیل سے ظاہر ہوئی اور حکمت کے پیرایہ میں قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبوں کو ملی۔" (صفحہ ۴۰-۴۱)

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی مقدس تحریرات اور ربّانی ارشادات کو اگر باریک نظر اور کمال تدبّر سے دیکھا جائے تو

آدم و ابلیس کے قرآنی قصہ میں در اصل جملہ انبیاء اور ان کے خلفاء کے قائم کردہ نظام کی خبر دی گئی ہے۔ اور اس پُر حکمت طریق سے ان کی اطاعت کی اہمیت واضح کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری فرشتوں کا کام ہے۔ اور اباء و استکبار ابلیس کا شیوہ ہے

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "خطبہ الہامیہ" میں لکھا ہے۔

إِنَّ آدَمَ آخِرِ الزَّمَانِ
حَقِيقَةً هُوَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ص ۱۶۹/۱۷۰)

ترجمہ۔ آدم آخر الزمان حقیقت میں ہمارے نبی، ہمارے مولا، سید الکل، افضل الرسل حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جہاں آدم اول کے ہاتھوں نوع انسان کے تمدن اور نظام اور قانون کی پابندی کی بنیادی اینٹ رکھی گئی۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ لوگ سطح زمین پر ایک نظام کے ماتحت رہیں۔ اور جنگلوں میں رہنا چھوڑ دیں وہاں آدم آخر الزمان حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس سے نہ صرف تمدن بلکہ اخلاق اور روحانیت ترقی کرتے کرتے اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئے۔ اور وحدت اقوام عالم کے آسمانی منصوبوں کو بروئے کار لانے کا وقت آ گیا۔ اس انقلاب عظیم کے شروع ہوتے ہی خدائے ذوالجلال کی طرف سے تمام دنیا کی قوموں، ملکوں اور انسانوں کو نظام اسلامی کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اور بار بار اس کی ضرورت اور افادیت علمی، عملی اور واقعاتی زاویہ نگاہ سے بنی نوع انسان پر کھول دی گئی چنانچہ فرمایا۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ
اللّٰهَ (النساء آیت ۸۱)

ترجمہ۔ جو رسول کی اطاعت کرے (تو سمجھو کہ) اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
(النساء آیت ۶۰)

ترجمہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اور اپنے فرمانرواں کی بھی اطاعت کرو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا
(آل عمران آیت ۱۰۴)

اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

اِسْمَعُوا وَأَطِيعُوا (التغابن آیت ۱۸)

ترجمہ سنو اور اطاعت کرو۔

آدم آخر الزمان حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے ان احکام کی تعمیل میں اطاعت

تفضلم کا جو شاندار اور عدیم المثال نمونہ دکھایا تاریخ اسلام کے اوراق اس سے لبریز ہیں۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ میں حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ ابھی مسجد سے باہر ہی تھے کہ حضور کی یہ آواز ان کے کان میں پڑی۔ آپ حالتِ بے اختیاری میں وہیں بیٹھ گئے۔

(اصابہ جلد ۴ ص ۶۶)

حضرت طلحہ بن براء آغاز شباب میں اسلام لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے جو حکم چاہیں دیں۔ میں اس کی بسروچشم تعمیل کروں گا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا جاؤ اپنے باپ کو قتل کردو۔ وہاں کیا دیر تھی۔ ایمان کی حرارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جسم کے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کر چکی تھی۔ کہ اس کے سامنے سب دنیوی تعلقات ہیچ نظر آتے تھے۔ فوراً تلوار سنبھالی اور تعمیل ارشاد کے لئے روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فداکاری دیکھی تو فوراً واپس بلا لیا۔ اور فرمایا۔ میں قطع رحم کے لئے ہرگز نہیں آیا۔

(سیر انصار جلد ۲ ص ۲۵۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کی گردنیں خلفاء کے سامنے جھکی رہتی تھیں ایک بار حضرت عمارؓ نے خلیفۃ الرسول حضرت عمرؓ کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ انہوں نے اس پر ٹوک دیا تو حضرت عمارؓ نے نہایت اطاعت گزاری کے لہجہ میں عرض کیا۔ امیر المومنین! اگر حضور فرمائیں۔ تو میں یہ حدیث کبھی بیان نہ کروں۔

یہ اطاعت خلفاء کی زندگی ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا چنانچہ ایک جذامی عورت (جو غالباً صحابیہ ہوگی) خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ثانی کا گذر ہوا آپ نے فرمایا۔ لوگوں کو اذیت نہ دو۔ یہ سنتے ہی وہ خانہ نشین ہوگئی۔ سیدنا حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے جا کر کہا تمہارا روکنے والا تو مر گیا۔ اب گھر سے باہر نکلو۔ بولی میں ایسی نہیں ہوں کہ زندگی میں تو خلیفۃ النبیؐ کی اطاعت کروں اور ان کے مرنے کے بعد ان کی نافرمانی کروں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے آپ فرمایا کرتے تھے۔

وَلَوْ اَمَّرُوْا عَلَیَّ حَبَشِیًّا
لَسَمِعْتُ وَ اَطَعْتُ۔

(بخاری کتاب البرکات)

یعنی اگر لوگ مجھ پر کسی حبشی کو بھی امیر بناتے تو میں ضرور اس کی بھی اطاعت کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:۔

"کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو .... کمال

انعقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانۂ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی.... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے"

(فتح اسلام ص۳۳-۳۷)

یہی مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار اپنی مبارک مجلس میں ایسے دلکش انداز میں فرمایا۔ کہ سننے والوں کی روح تازہ ہو گئی۔ اور اطاعت کا ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ ..... ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے۔ اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی ..... اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا"

حضرت اقدس علیہ السلام نے اطاعت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی عالمگیر برکات پر روشنی ڈالنے کے بعد اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی۔

"صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے۔ اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

طیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو۔ اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔"

(الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲
بحوالہ تفسیر سورۃ آل عمران صفحہ ۲۴۶-۲۴۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل حضرت مسیح موعود کی جماعت میں بھی نظام اسلامی کی اطاعت کی وہ حقیقی روح کام کرتی دکھائی دے رہی ہے جس کا نظارہ آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے مکہ اور مدینہ کی سرزمین میں دیکھا تھا ۔

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

چنانچہ حضرت مصلح موعود بانی مجلس انصار اللہ نظام خلافت کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے، اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو اٹھا کر محمد رسول اللہ کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہ اطاعت کیا کرتے تھے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ النور صفحہ ۳۶۹
زیر آیت "استخلاف")

میرے بزرگو! اور عزیزو!! نہایت ادب اور احترام کے ساتھ عرض کروں گا۔ کہ ؎

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"دنیا کے نام کچھ اثر اور حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر رکھے جائیں۔ کیا خدا کا کیا اثر ہے۔ ایک دن ہوتے ہیں۔ اور دوسرے دن ضائع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے۔ وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابد الآباد کے لئے ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۹)

پھر فرمایا :۔

"خدا تعالےٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔"

(بدر ۳ نومبر ۱۹۰۵ء)

اب سوال یہ ہے کہ ایک احمدی مسلمان کا معیارِ اطاعت کتنا بلند ہونا چاہیئے۔ اس کے جواب میں سیدنا حضرت مصلح موعود کا ایک نہایت اہم ارشادِ مبارک سنیئے فرماتے ہیں:۔

"تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی آکر کہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ تم ہماری صرف ایک بات مان لو جو اسلام کے خلاف ہے۔ تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہہ دو کہ تُف ہے تمہاری اس حرکت پر، میں تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں کو جوتی بھی نہیں مارتا۔"

(الفضل۔ ۳ جون ۱۹۴۲ء صلہ)

؎ مرے پکڑنے پہ قدرت تجھے کہاں صیّاد
کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں میں

ہمارے لئے موجودہ مرحلہ پہ جبکہ نظام خلافت کی قیادت میں اسلام کا قافلہ غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر پوری برق رفتاری سے رواں ہو چکا ہے اور صد سالہ احمدیہ جوبلی کی عالمی منزل سامنے دکھائی دے رہی ہے۔ اور اطاعت امام اور پابندی نظام کی اہمیت پہلے سے کروڑ گنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگلے ہزار سال تک اس میں لمحہ بہ لمحہ اور بھی زیادہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے کہ (گزشتہ) ۱۳۰۰ برس حضور صلے اللہ علیہ وسلم (کی مکی زندگی ناقل) کے تیرہ برس کا نقشہ تھا۔ اب فتوحات کا زمانہ جو حقیقی فتح ہے۔ چودھویں صدی سے شروع ہے۔ اس ہزار سال میں آپ کی نبوت کے لئے جناب الٰہی عجیب کام دکھلائیں گے جس سے اسلام کی فتح بیّن ہو گی۔"

(تحفت روزہ الحکم جلد ۳۸ عدد ۵ صفحہ ۵ کالم بابت فروری ۱۹۳۵ء)

سیّدنا محمود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۶ء میں اطاعت نظام اور اس کے انقلابی نتائج کا ایک نہایت ولولہ انگیز تخیّل جماعت کے سامنے رکھا تھا۔ جسے میں حضور ہی کے الفاظ میں بیان کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ فرمایا:۔

"ہماری اللہ تعالےٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ نظامِ خلافتِ حقہ کو احمدیت میں ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور اس نظام کے ذریعہ سے جماعت ہمیشہ ہمیش منظم صورت میں اپنے مال وجان کی قربانی اسلام و احمدیت کے لئے کرتی رہے .... دنیا میں ہر جہاں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے پڑھنے والے نظر آئیں اور روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے لوگ جو اسلام پر ہنسی اڑا رہے ہیں وہ سب کے سب .... اسلام قبول کرلیں۔ اور انہیں اپنی ترقی کے لئے اسلام اور مسلمانوں کا دستِ نگر ہونا پڑے...... آج تو دمشق اور مصر روس کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کہ کسی طرح اس سے کچھ مدد مل جائے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دمشق اور مصر کے مسلمانوں کو پکا مسلمان بھی بنائے اور پھر دنیوی طاقت بھی اتنی دے کہ دمشق اور مصر روس سے مدد نہ مانگے بلکہ روس دمشق اور مصر کو تاریں دے کہ ہمیں سامانِ جنگ بھیجو۔ اسی طرح امریکہ ان سے یہ نہ کہے کہ ہم تمہیں مدد دیں گے بلکہ امریکہ شام، مصر، عراق، ایران، پاکستان اور دوسری اسلامی سلطنتوں سے کہے کہ ہمیں اتنے ڈالر بھیجو۔ ہمیں ضرورت ہے .....

پس اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کی کوئی صورت پیدا کرے۔ اور خلافت کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ مسلمان نیک رہیں اور اسلام کی اشاعت میں لگے رہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کی اشاعت دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔ اور کوئی غیر مسلم باقی نہ رہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۷-۱۸)

؎ اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

خدا تعالیٰ کو پانے کی راہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"محنت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ کسان کو دیکھو کہ جب وہ زمین میں ہل چلاتا ہے اور قسم قسم کی محنت اٹھاتا ہے۔ تب پھل حاصل کرتا ہے مگر محنت کے لئے زمین کا اچھا ہونا شرط ہے اسی طرح انسان کا دل بھی اچھا ہو، سامان بھی عمدہ ہو، سب کچھ کر بھی سکے۔ تب جا کر فائدہ پاوے گا۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۲)

مکرم بشارت احمد صاحب بشیر

عبادتِ الٰہی
نماز

خالقِ کائنات نے انسان کی پیدائش کا اصل غرض اور حقیقی مقصد عبادت قرار دیا ہے۔ فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ؀

یعنی میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کلمۂ شہادت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ عبدہٗ کا لفظ بھی رکھا ہے۔ اس لئے صوفیاءِ کرام نے کہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا رتبہ عبد ہے یہی وہ رشتہ ربوبیت اور عبودیت کا ہے۔ جس کی بناء پر آپ کو سید ولد آدم، خاتم النبیین، افضل الرسل قرار دیا گیا ہے

ہم ہر رکعت نماز میں ایاک نعبدُ کہہ کر اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہیں۔ درحقیقت عبادت کے بغیر انسان کی روح کو قیام نہیں۔ روح کی راحت اور تسلی اس میں ہے کہ اپنے حیات دہندہ (الحی) اور قائم رکھنے والے (القیوم) کی عبادت میں ہمہ تن مشغول رہے۔

سورہ فاتحہ جو قرآن مجید کی ابتدائی سورۃ ہے اس سے حمد الٰہی کے بعد پہلا انسانی عمل عبادت ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جتنے اوامر ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلا امر عبادت ہی کا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ۔ پس سب سے مقدم اور سب سے اہم کام انسان کا عبادتِ الٰہی ہی ہے۔

الصلوٰۃ معراج المومن۔ نماز مومنوں کا معراج ہے۔ نماز اسلام کا ایک عظیم الشان اور بنیادی رکن ہے۔ جس سے مسلم اور غیر مسلم میں تمیز ہوتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی وہ عبادت ہے جو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پوری پوری عادت ڈالتی ہے۔ اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ نماز میں یہ تاثیر ہے کہ وہ بُری باتوں اور بے حیائیوں سے ہٹا دیتی ہے۔

قرآن مجید میں بار بار اقیموا الصلوٰۃ کہہ کر نماز کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ہمارا سونا اور جاگنا درحقیقت موت اور حیات سے مشابہ ہے۔ صبح کو

بیدار ہونے پر ہم یہ دعا پڑھتے ہیں۔

الحمد للہ الذی احیانا

بعد ما اماتنا والیہ النشور

یعنی سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے موت کے بعد ہم کو زندگی بخشی۔ اور اسی کی طرف مرکر اٹھنا ہے۔

موت اور حیات یعنی سونا اور جاگنا دونوں حالتوں کے آغاز اور اختتام پر فجر اور عشاء کی نمازیں مقرر کی گئی ہیں۔ جس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد عبادت الٰہی یعنی نماز ہے۔

نماز پر دوام اور اس کی حفاظت فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الذین ھم علیٰ صلوٰتھم دائمون۔ پھر فرمایا والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون۔ یعنی نماز پر ہمیشگی اور اس کی حفاظت کرنا کامیابی کا طریق ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین

مفسرین نے الصلوٰۃ الوسطیٰ سے عصر کی نماز مراد لی ہے۔ کیونکہ وہ وقت زیادہ مصروفیت کا ہوتا ہے۔ وقت نکال کر اکیلی نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ کیونکہ کاروبار کی مصروفیت نماز باجماعت سے غفلت کرادیتی ہے لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے سورۃ بقرہ کے ۲۸ رکوع سے ۳۱ رکوع تک عورتوں سے متعلق مسائل طلاق۔ عدت۔ رضاعت۔ نکاح اور خلع وغیرہ کا ذکر ہے چونکہ یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ طرفین کے خویش و اقارب جمع ہوتے ہیں۔ اور آپس کی گفت و شنید کی وجہ سے سخت مصروفیت ہوتی ہے۔ ممکن ہے باجماعت کی نماز رہ جائے۔ اس لئے الصلوٰۃ الوسطیٰ فرماکر توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ کام کاج ترک کرکے نماز باجماعت میں شامل ہوں۔ نماز باجماعت کی اہمیت کا ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ عملی نمونہ ہے جس کا درس آپ نے اپنی بیماری کے آخری ایام میں اپنی امت کو دیا۔ حضور بیمار ہیں۔ سر پر پٹی باندھی ہوئی ہے۔ مسجد میں تشریف لاکر بیٹھ کر نماز پڑھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کھڑے ہوئے حضور کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضرت ابوبکر کی اقتداء کرتے ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ ابوبکرؓ کو دیکھ کر ان کی اقتداء میں نماز ادا کررہے ہیں۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل حالت بیماری میں تشریف لاکر ان کو یہ عملی تعلیم دی کہ جس طرح تم اس وقت مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ اور ابوبکر کو دیکھ کر اقتدا کرتے ہو۔ اس طرح جب میں تم میں موجود نہیں ہوں گا۔ اور تم مجھے نہ دیکھو گے اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے رہنا۔ اور امام کے بعد امام بناتے چلے جانا۔ اور یہی خیال کرنا کہ تم میری سنت کی پیروی کرکے گویا میرے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو۔

یہ امر غور کرنے کے لائق ہے کہ بیمار جنکے لئے فرض روزے قضا کرنے فرض وضو کی جگہ تیمم کرنے

اور فرض قیام کی جگہ بیٹھنے یا لیٹے نماز پڑھنے کی رعایت ہے۔ لیکن نماز باجماعت کا مسئلہ اس قدر اہم تھا کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باوجود بیماری کی شدت اور تکلیف کی حالت میں بھی تشریف لاتے رہے۔ قرآن مجید میں بار بار یقیموا الصلوٰۃ آتا ہے۔ اور لفظ اقیموا کی تفسیر اقامت یعنی قد قامت الصلوٰۃ سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس اقیموا کے معنی ہوئے کہ نماز باجماعت ادا کرو۔

نماز محض نشست اور برخاست کا نام نہیں

ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے آئینہ ہیں۔ عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہے۔ ریا کی نمازیں آسمان پر نہیں چڑھتیں۔ نماز کیا ہے شروع سے آخر تک ذکر الٰہی ہے۔ غور کرنے کے لائق ہے کہ اذان جو خدا کا بلاوا ہے۔ اللہ اکبر یعنی لفظ اللہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے۔ گویا مؤذن بانگ بلند پکار کر سنا رہا ہے۔ کہ تم ایسی جگہ عبادت کے لئے بلائے جا رہے ہو۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور کا ذکر یا خیال دل میں مت لانا۔

جب نمازی قبلہ رخ ہو کر انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین جیسے منہ سے کہتا ہے اس طرح دل سے بھی متوجہ الی اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے مومن اور حنیف ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ امر بھی غور کے لائق ہے کہ نماز کا آغاز بھی لفظ اللہ ہوتا ہے۔ اور اختتام بھی لفظ اللہ پر ہوتا ہے۔ گویا عین میدان عمل میں نمازی کو متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ کہ اب خدا تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور قسم کے خیالات دل میں مت لانا۔ اگر دوران نماز بیرونی خیالات و افکار پریشان کرتے ہیں۔ تو دل الفاظ کے معانی میں لگاؤ۔ حضور قلب کا علاج نماز ہی ہے۔

جب ایک نمازی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک لے جاتا ہے۔ تو وہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام نافرمانیوں نامرضیات اور نواہی سے دستبردار ہوتا ہوں اور دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کبریائی عظمت اور فوقیت کا اظہار کرتا ہوں۔ تکبیر کہہ کر ہاتھ سینے پر باندھنے سے یہ سمجھے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے دست بستہ غلام ہوں۔ پھر حمد و ثنا سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف کی آیات کا مطلب سمجھ کر پڑھے رکوع اللہ تعالیٰ کے آگے انکساری اور تذلل کا اظہار ہے۔ رکوع سے سجدہ میں بھی جا سکتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں رکوع کے بعد قیام ہوتا ہے۔ گویا پوری رفعت اور عروج کے بعد انتہائی درجہ کا انکسار اللہ تعالیٰ کے حضور کیا جاتا ہے۔ عبد کی بڑی خوبی یہ ہے کہ کامل رفعت کے وقت اپنے مولا کے حضور میں کامل تذلل کا اظہار کرے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب شوکت و

سلطنت بھی تھے۔ وہ بھی عجز کے ساتھ سجدہ میں گر پڑتے۔ فخرّ را کعاً و اناب۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگِ اُحد کے موقعہ پر اپنے دشمن کے مقابلہ میں فرماتے ہیں۔

انا النبیّ لا کذب
انا ابن عبد المطّلب

میں نبی ہوں جھوٹ نہیں۔ میں سردار قریش عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ مگر آپ جب فتح مکہ کے دن پوری رفعت اور عروج میں فاتحانہ شان میں دس ہزار قدسیوں کی رفاقت میں شہر مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو سجدہ کرتے ہوئے سر مبارک کو اونٹ کی کوہان سے لگا دیتے ہیں۔ شاہ جہان بادشاہ جب پورے تزک و احتشام کے ساتھ تخت طاؤس پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ تو مع اراکین دربار سجدہ میں سر رکھ دیتے ہیں۔ اعضاء انسانی میں معزز عضو سر ہے اس کو اللہ تعالےٰ کے حضور خاک زمین پر رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ تذلل و انکساری کا انتہائی مقام ہے۔

اگر التحیات یا قعدہ نہ ہوتا تو اس سے ظاہر ہوتا کہ کوئی پاس حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے چند باتیں کیں اور چلا آیا۔ بلکہ قعدہ سے مطلب یہ ہے کہ تسلی اور دلجمعی سے بیٹھ کر نمازی اپنے مولےٰ کے حضور اچھی طرح عرض و معروض کرے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد و تعریف اور توصیف کرے۔ اپنے محسن آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسان کو یاد کرے۔ جن کی وساطت سے یہ نماز ملی ہے۔ اور آپ نے خود پڑھ کر صحابہؓ کو سکھائی۔ اور آپ پر درود بھیجے۔ آپ کی ترقیات درجات کے لئے اور آپ کی آل کے لئے رحمتوں اور برکتوں کی دعا کرے۔ اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے سب مومنوں کے لئے امام وقت اور آپ کی جماعت کے لئے دعا مانگے۔ نمازی دوران نماز معراج پر گیا ہوا تھا۔ واپس آتا ہے سلام کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلامتیاں اور رحمتیں ملی ہیں۔ دوسروں کو بھی اس میں شریک کرتا ہے۔ ارکان نماز کی متواتر ادائیگی سے اطاعت اور فرمانبرداری کا سبق اچھی طرح سے یاد اور پختہ ہو جاتا ہے۔

نماز اور اس کے ارکان معبود اور عبد کے تعلقات کے اظہار کا بہترین طریقہ ہے نا واقف دیکھنے والا خصوصاً مغربی ممالک کا باشندہ وہ اسلامی عبادت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ایک غریب نمازی ایک امیر کے دوش بدوش کھڑا ہے۔ اس کا دست بستہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور سر جھکا ہوا اور زمین پر رکھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوتا ہے۔ اور یقین کر لیتا ہے کہ یہ ایسی انتہائی درجہ کی اطاعت ادب تعظیم اور یگانگت کی عبادت ہے۔ اور ان کے سامنے ایک ایسی عظیم الشان ہستی ہے جس کی عظمت اور جلال سے متاثر ہو کر اس قدر تذلل اور عجز اختیار کیا ہے اپنی چھوٹائی اور بڑائی، امیری غریبی، ذات پات عزت اور خودداری کو بھی بھلا دیا ہے۔ یہ سب وہ

عبادتِ الٰہی جس سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اب میں اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ بہترین وظیفہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

"نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ اس میں حمدِ الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے ہم و غم دور ہوتے ہیں۔ اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرتؐ کو ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور اسی لئے فرمایا ہے الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔ اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مقابلہ میں بنا دی ہوئی ہے۔ ہم پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنالی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں۔۔۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ اور سمجھ سمجھ کر پڑھو۔ اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہو گا۔ اور سب مشکلات خدا تعالےٰ چاہیگا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے کہ اقم الصلوٰۃ لذکری۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۳۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی"

(کشتی نوح صفحہ ۶۲)

مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری

ایک مجاہدِ اسلامؓ کا عہدِ ایثار

گزشتہ دوسری جنگ عظیم کے دوران دنیا بھر میں ہنگامی حالات کی وجہ سے بیرونِ ہند میں کام کرنے والے احمدی مبلغین میں سے اکثر کا جماعت کے مرکز (قادیان) سے رابطہ کٹ گیا تھا۔ اس عرصہ میں سیرالیون میں حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحبؓ اور خاکسار کی خط وکتابت بھی اکثر منقطع ہو جاتی رہی، تاہم اس کے نتیجہ میں انتہائی مالی تنگی کے باوجود تبلیغ کا کام خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے پوری طرح جاری تھا۔ اور اس ملک کے اندرونی علاقوں میں مخلص جماعتیں قائم ہو رہی تھیں۔

۱۹۴۲ء میں اسی ضمن میں مالی تنگی کے پیش نظر حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحبؓ نے یہ عہد یا فیصلہ کیا۔ کہ ہم دونوں ایک سال تک یا جب تک ہمارے مالی حالات اچھے نہ ہو جائیں سڑکیں موجود ہونے والے علاقوں میں بھی کسی موٹر یا ٹرک وغیرہ پر سوار نہیں ہوں گے۔ اور کسی کی طرف سے مفت سواری پیش ہوتے پر بھی ہم سواری پر سفر نہیں کریں گے۔ تاکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت و رحیمیت ہمارے لئے جلد جوش میں آئے۔ اور ہماری مشکلات دور ہوں۔ چنانچہ ایک عرصہ تک اس پر شدت سے عمل کیا جاتا رہا اور ہم سڑکوں والے علاقوں میں بھی پیدل ہی سفر کرتے رہے۔

ایک عیسائی کی پیشکش اور ہمارا ردِ عمل

مجھے یاد ہے ایک مرتبہ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں تبلیغی سلسلہ میں حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحبؓ اور خاکسار بانڈا جاما BANDA JUMA سے "بو" SILVA شہر کی طرف پیدل سفر کر رہے تھے۔ ایک افریقن نوجوان ہمارا سامان اٹھائے ہوئے تھا۔ تقریباً ۲۵ میل یہ سفر ہم نے دو تین روز میں طے کیا۔ کیونکہ خاکسار اپنے ایک پاؤں کی دو انگلیوں میں زخم کی وجہ سے تیز چلنے سے قاصر تھا۔ موٹریں آتیں اور گزر جاتیں۔ مگر ہم پیدل ہی چلنے کو ترجیح دیتے رہے۔ آخر جب "بو" شہر صرف آٹھ میل دور رہ گیا۔ اور ہم ٹیکونکو (TIKONKO) ٹاؤن کے قریب پہنچ گئے تو میرے لئے چلنا زیادہ دشوار ہو گیا۔ اور ہم ذرا ٹھہر گئے۔

اس دوران بوجماعت کے اس وقت کے

صدر برادرم مصطفیٰ یونگے کے عیسائی تعلیم یافتہ بہنوئی مسٹر سائیر ہونگے - sayer
Bongay نے کورے بونڈو
Kore Bondo. سے

جو چلتے ہوئے اپنی کار ہمارے قریب آکر روک لی۔ اور اتر کر ہمیں لفٹ دینے کی پیشکش کرنے لگے۔ میں اپنے پاؤں کی خارش کی وجہ سے تنگ تھا۔ اس لئے میں نے حضرت مولوی صاحب سے محض نظروں ہی نظروں میں بغیر زبان سے کچھ کہے مسٹر سائر کی یہ پیشکش قبول کر کے کار میں سوار ہو جانے کی ملتجیانہ رنگ میں اپیل کی۔ مگر مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا اتنے میل کے لمبے سفر کی قربانی اور فی سبیل اللہ تکلیف اٹھالینے کے بعد اب ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ اور ہمیں ایسے مقام پر کند توڑ کر ثواب و برکت سے محروم نہیں ہونا چاہیئے جبکہ لب بام صرف دو چار ہاتھ رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے مسٹر سائیر بونگے کا شکریہ ادا کر کے اور معذرت کر کے انہیں روانہ کر دیا۔ اور پھر وہ رات ہم نے تھکاوٹ اور تکلیف کی وجہ سے ٹکونکو ٹاؤن میں لوکل چیف کی مہمانی میں گزاری اور وہاں تبلیغ بھی کی۔ اور اگلے روز جوں توں کر کے بخیر و عافیت بو پہنچ گئے۔ بعد میں خدا کے فضل سے ہماری مالی مشکلات بھی پھر جلدی دور ہو گئیں

اس واقعہ سے جہاں حضرت مولوی علی صاحب رضی اللہ عنہ کے عزم و ہمت اور دین کی خاطر قربانی کے جذبہ اور جوش کی جھلک نظر آتی ہے وہاں اس زمانہ کے تبلیغی دوروں اور طریق کار اور مشکلات کا نقشہ بھی سامنے آجاتا ہے

اللّٰھُمَّ ارضَ عنہُ وعنا جمیعاً۔

ہمدردی خلائق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تمہارے بھائی جو تم سے ہزاروں اور سینکڑوں کوس کے فاصلہ پر رہتے ہیں وہ سب تمہارے ہمسائے ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ ان سب پر نیک ظنی رکھو اور ہمدردی کا کسی پہلو سے بھی ان سے دریغ نہ کرو۔ ہر شخص کو ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرداخت کرتا ہے۔"

(تقریر ۲۷؍دسمبر ۱۹۰۲ء)

اسلامی معاشرہ

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ کی سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ کے موقعہ پر سلسلہ وار تقاریر کا مجموعہ "اسلامی معاشرہ" جس کے متعلق صدر محترم نے اس سال کے سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ کے موقعہ پر احباب کے اصرار کی وجہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس مجموعہ کو طبع کروا دیا جائے گا۔ یہ کتاب چھپ کر تیار ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ کو مل سکے گی۔ آج کل پاکستان میں اسلامی معاشرہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا رہا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے صحیح طور پر اسلام کی تعلیم کے مطابق اسلامی معاشرہ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ یہ کتاب بہت مفید ہے، سب دوستوں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

محمد ابراہیم سیکرٹری مجلس انصاراللہ مرکزیہ

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم

امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم میں

۱۔ مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خان اوّل اور

۲۔ مکرم ایم عبدالحمید صاحب گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد دوم قرار دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

رسالہ انصاراللہ توسیع اشاعت

کے لئے آپ کے تعاون کا محتاج ہے

ہمارا مذہب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں :-

'' ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ، ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالی اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ، خاتم النبیین و خیرالمرسلین ہیں : جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالی تک پہنچ سکتا ہے ، اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو - اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے - اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا ، چہ جائیکہ راہ راست کے اعلی مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں - کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ''- (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

'' ہم مسلمان ہیں - خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لاالہ الااللہ کے قائل ہیں - اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں - اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ ور بہشت پر ایمان رکھتے ہیں - نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسولؐ نے حرام کیا ، اس کو حرام سمجھتے ہیں اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال قرار دیتے ہیں - اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اس کو قبول کرتے ہیں چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں اور اس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مؤمن موحد مسلم ہیں ''۔ (نورالحق جزء اول صفحہ ۵)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے جس میں تربیتی اور علمی مضامین شائع ہوتے ہیں اس رسالہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا:۔

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرتے ہیں اور روح کو روشنی عطا کرتے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کریں۔ اور اس کے لئے مختلف علمی موضوع پر اچھے اچھے مضامین لکھ کر بھجوائیں۔ تاکہ اس کی افادیت میں ترقی ہو۔ اور جماعت میں اس ترقی بڑھتی چلی جائے۔"

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

تاریخ انصار اللہ

شوریٰ انصار اللہ ۱۹۷۲ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ انصار اللہ کی تاریخ مرتب کی جائے۔ الحمد للہ کہ مختلف مراحل سے گزر کر یہ تاریخ جلسہ سالانہ پر شائع ہو رہی ہے۔ نہایت خوبصورت لکھائی، کاغذ طباعت اور جلد سے مزین۔ یہ کتاب جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ کو دفتر انصار اللہ مرکزیہ سے مل سکتی ہے۔ انصار سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو خریدیں اور مطالعہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

سمبر ۱۹۴[illegible]ء